قسط:۱

حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ اور خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

ترمذی بروایت	احمد بن منیع	سریج بن النعمان	حشرج بن نباتہ	سعید بن جمہان	سفینہؓ
ابوداوٗد براویت	سوار بن عبداللہ	------	عبدالوارث بن سعید	سعید بن جمہان	سفینہؓ
ابوداوٗد برایت	عمرو بن عون	ہشیم	عوام بن حوشب	سعید بن جمہان	سفینہؓ

ترمذی (متن)

قَالَ رَسولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْخِلَافَۃُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَۃً ثُمَّ مُلْکٌ بَعْدَ ذٰلِکَ.
ثُمَّ قَالَ لِیْ سَفِیْنَۃُ اَمْسِکْ خِلَافَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ قَالَ وَ خِلَافَۃَ عُمَرَ وَ خِلَافَۃَ عُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ اَمْسِکْ خِلَافَۃَ عَلِیٍّ فَوَجَدْنَاھَا ثَلَاثِیْنَ سَنَۃً
قَالَ سَعِیْدٌ فَقُلْتُ لَہٗ اِنَّ بَنِیْ اُمَیَّۃَ یَزْعَمُوْنَ اَنَّ الْخِلَافَۃَ فِیْہِمْ قَالَ کَذَبُوا بَنُوْالزَّرْقَاءِ بَلْ ھُمْ مُلُوکٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوکِ
وَفِی الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَ عَلِیٍّ قَالَا لَمْ یَعْھُدِ النَّبِیُّ فِی الْخِلَافَۃِ شَیْئاً
ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ قَدْ رَوَاہُ غَیْرُ وَاحِدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جَمْھَانَ وَلَا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ حَشْرَجَ
(جامع الترمذی. ابواب الفتن. باب ماجاء فی الخلافۃ. جلد ۲ ص ۴۵)

ابوداوٗد (متن)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خِلَافَۃُ النُّبُوَّۃِ ثَلَاثُوْنَ سَنَۃً ثُمَّ یُؤتِی اللّٰہُ الْمُلْکَ مَنْ یَّشَآءُ اَوْ مَلَّکَہٗ مَنْ یَشَآءُ وَقَالَ سَفِیْنَۃَ اَمْسِکْ عَلَیْکَ اَبَابَکْرٍ سَنَتَیْنِ وَعُمَرَ عَشْراًوَعُثْمَانَ اِثْنَیْ عَشَرَوَعَلِیٍّ کَذَاقَالَ سَعِیْدٌقُلْتُ لِسَفِیْنَۃَ اِنَّ ھٰؤُلَاءِ یَزْعُمُوْنَ اَنَّ عَلِیّاً لَمْ یَکُنْ بِخَلِیْفَۃَ قَالَ کَذَبَتْ اِسْتَاہُ بَنِیْ الزَّرْقَاءِ یَعْنِیْ بَنِیْ مَرْوَانَ.
(سنن ابی داؤد. کتاب الدیات باب فی الخلفاء، جلد: ۲ص: ۲۹۰)
قَالَ الْمُحَشِّیْ: اَلْاِسْتَاءُ جَمْعُ اِسْتٍ وَھُوَ الْعَجْزُ وَیُطْلَقُ عَلٰی حَلَقَۃِ الدُّبُرِ وَالْمُرَادُ اَنَّہٗ کَلِمَۃٌ کَاذِبَۃٌ خَرَجَتْ مِنْ دُبُرِھِمْ وَالزَّرْقَاءُ اِمْرَأَۃٌ مِنْ اُمَّھَاتِ بَنِیْ اُمَیَّۃَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّ الْخِلَافَۃَ فِیْھِمْ قَالَ کَذَبُوْا بَنِیْ الزَّرْقَاءِ بَلْ ھُمْ مُلُوْکٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوْکِ.
(حوالہ مذکور)

احمد بن منیع ،سریج بن نعمان،حشرج بن نباتہ اور وہ سعید بن جمہان سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافت میری امت میں تیس سال ہے پھر اس کے بعد بادشاہی ہے۔

سعید کہتے ہیں کہ پھر مجھ سے سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا شمار کر۔ پھر کہا خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ کا اور خلافتِ عثمان رضی اللہ عنہ کا۔ پھر کہا حساب کر علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا۔ سو ہم نے ان کو تیس برس پایا۔ سعید نے کہا پھر میں نے ان (سفینہ رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ بنی امیہ زعم رکھتے ہیں کہ خلافت ہمارے گھر میں ہے۔ انہوں نے کہا ''زرقاء'' کے بیٹے جھوٹ بولتے ہیں بلکہ وہ بادشاہ ہیں برے بادشاہوں میں سے۔''

اور اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا دونوں نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے حق میں کچھ زمانے کی مدت بیان نہیں کی۔ یہ حدیث حسن ہے روایت کیا اس کو کئی ایک نے سعید بن جمہان سے اور نہیں پہچانتے ہم اس کو مگر حشرج کے طریق سے۔

سنن ابی داؤد کی روایت کے بموجب ''حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے سعید سے کہا کہ آپ خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ دو سال، خلافت عمر رضی اللہ عنہ دس سال، خلافت عثمان رضی اللہ عنہ بارہ سال اور اسی طرح خلافت علی رضی اللہ عنہ (چھے سال) شمار کریں (تو اس طرح تیس سال پورے ہوگئے۔) پھر سعید نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں تھے تو حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بنی زرقاء یعنی بنی مروان کی دبر نے جھوٹ کہا۔''

زیرِ بحث حدیث کے تین حصے ہیں۔

(۱) پہلا حصہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے کہ خلافت میری امت میں تیس سال تک رہے گی پھر بادشاہی آ جائے گی۔ (۲) دوسرے حصے میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے چاروں خلفاء کی مدتِ خلافت جمع کر کے حدیث کے الفاظ ''ثلاثون سنۃ'' کے ساتھ مطابقت ثابت کی ہے۔ (۳) جب کہ تیسرے حصے میں سعید بن جمہان کے سوال کے جواب میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے اموی خلفاء یعنی ''بنوالزرقاء'' کو ''ملوک من شرّ الملوک'' قرار دیا ہے۔

اس حدیث پر بحث کا آغاز بھی اسی آخری حصے سے کیا جاتا ہے۔

سنن ابی داؤد کے محشی نے ''استاہ'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''یہ جھوٹا کلمہ بنوزرقاء کی دبر سے خارج ہوا ہے بلکہ وہ برے بادشاہوں میں سے بادشاہ ہیں۔'' معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی کوفی یا بصری راوی نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ پر نہایت ہی مکروہ الزام عائد کیا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس سوال و جواب میں ''زرقاء'' نامی خاتون کو کیوں نشانۂ مشق بنایا گیا؟ آخر ان کا کیا قصور تھا؟ وہ تو اس وقت دنیا میں بھی موجود نہیں تھیں۔ پھر ''بنوزرقاء'' میں تو اور بھی نامی گرامی افراد آتے ہیں۔ چنانچہ مشہور شیعہ ''سکالر'' غلام حسین نجفی لکھتے ہیں کہ:

''اسلام کے ٹھیکدارو! یہ بتاؤ کہ موجودہ قرآن جس نے جمع کرایا تھا وہ بے شک زرقاء خاتون کی اولاد ہے۔

لیکن آپ کا محبوب رہنما ہے۔عثمان صاحب کا داماد رسول ہونا سفید جھوٹ نظر آتا ہے۔کیونکہ ایک تو وہ اولادِ زرقاء سے تھے۔بنو زرقاء کے نسب پر جو بدنما داغ ہے وہ کسی پانی سے دھل نہیں سکتا۔جناب عفان،عثمان کا باپ اور حکم،مروان کا باپ یہ دونوں بھائی تھے۔باپ دونوں کا ابوالعاص اور ماں زرقاء تھی۔'' (قول مقبول،صفحہ:۷۹، ۱۱۹، ۳۸۱)

موصوف ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

''زرقاء بنت موہب،مروان کی دادی ہے اور مکّہ شریف میں جھنڈے والی مشہور زانیہ تھی۔اس کے تعارف کے لیے کچھ نامعقول لوگوں نے یہ شعر بھی پیش کیا ہے

رِجْلھا مرفوعة للفاعلین بابھا مفتوحة للداخلین

یعنی زرقاء کی ٹانگیں فاعلین کی خاطر اٹھی رہتی تھیں اور تشریف لانے والوں کے لیے اس کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔(بغاوت بنوامیّہ،صفحہ:۶۷، ۱۰۹)

مذکورہ روایت کی سند یا متن میں اگر کوئی اور ''سقم'' نہ بھی ہوتو پھر بھی ''کذبوا بنو الزرقاء، بل ھم ملوک من شرّ الملوک، کذبت استاہ بنی الزرقاء، انہ کلمة کاذبة خرجت من دبرھم'' جیسے الفاظ کی بناء پر بھی محل نظر تھی لیکن یہ حدیث تو سند اور متن میں واقع اسقام کے علاوہ آیت اظہار دین اور احادیث ''وسیکون خلفاء فیکثرون'' اور ''لایزال الاسلام عزیزاً الیٰ اثنی عشر خلیفة'' کے بھی خلاف ہے۔جس کی وضاحت درج کی جاتی ہے۔

مؤخر الذکر حدیث ''لا یزال الاسلام'' کی تشریح میں شارحین نے حسبِ ذیل خلفاء کے اسمائے گرامی بتائے ہیں:

۱۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ۲۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۳۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۴۔حضرت علی رضی اللہ عنہ ۵۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۶۔امیر یزید بن معاویہ ۷۔عبدالملک ۸۔ولید ۹۔سلیمان ۱۰۔عمر بن عبدالعزیز ۱۱۔یزید ثانی ۱۲۔ہشام

ملاحظہ ہو: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم،مؤلفہ: سید سلیمان ندوی، جلد سوم،صفحہ:۶۰۴۔فتح الباری، حافظ ابن حجر، جلد:۱۳،صفحہ:۲۱۴۔منہاج السنة، جلد:۴،صفحہ:۲۰۶۔الصواعق المحرقة، قاضی ابوبکر ابن العربی،صفحہ:۲۱۔شرح فقہ اکبر، ملا علی قاری،صفحہ:۸۴۔تکملہ فتح الملہم،مؤلفہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، جلد:۳،صفحہ:۲۸۴۔

شارحین حدیث کی توضیح کے مطابق بارہ خلفاء میں سے آٹھ خلفاء کا تعلق بنوامیّہ کے ساتھ تھا تو پھر تشیّع سے متّہم حضرات اموی خلفاء کی فضیلت پر صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی اس ''متفق علیہ'' حدیث کو کس طرح غیر متنازع رہنے دیتے۔اس لیے انہوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ''بارہ خلفاء'' والی حدیث کے اثر کو زائل کرنے کے لیے ''الخلافة بعدی ثلاثون سنة'' کی حدیث کو مدارِ بحث ٹھہرایا، پھر اسے خلفائے اربعہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت پر منطبق کر کے نبوت کی طرح ''بابِ خلافت'' بھی ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔یعنی تیس سال کے بعد خلافت کی بجائے ملوکیت ہوگی اور وہ بھی کاٹ کھانے والی۔

خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم تو تمام آیات خلافت اور احادیثِ خلافت کے اوّلین مصداق ہیں باقی جو بھی اس منصب پر فائز ہوگا وہ ان چار کے بعد ہی ہوگا۔ اس لیے یہ چار خلفاء تو خارج از بحث ہیں کیونکہ ان کی خلافت یقیناً راشدہ اور موعودہ ہے۔ بحث تو بعد میں آنے والے خلفاء کے متعلق ہے کہ آیا ان کے دور پر بھی ''خلافت'' اور خود ان پر ''خلیفہ'' کا اطلاق ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بالخصوص جب وہ خلفائے راشدین کے ہی دستور و منشور پر عمل پیرا ہوں۔ زیرِ بحث حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ نے تو اس کا امکان ہی ختم کر دیا جب کہ صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ خلافت کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، خلفاء کی تعداد کثیر ہوگی، ان میں بارہ خلفاء ایسے بھی ہیں جن کے دور میں اسلام غالب رہے گا، ان پر امّت کا اجماع ہوگا اور یہ سب قریش میں سے ہوں گے۔

سنن ابی داؤد کی جس جلد، باب اور صفحہ پر حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ ہے اسی صفحہ پر ''حدیث میزان'' بھی ہے جس میں ایک صحابی نے اپنا ایک خواب خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر سنایا کہ

ایک ترازو آسمان سے اتری ہے اس ترازو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وزن زیادہ رہا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کو تولا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر ترازو کو اٹھالیا گیا۔ اس خواب کو سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوگئے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے جو دیکھا ہے یہ خلافت نبوت ہے۔ ''**ثم یؤتی اللّٰہ الملک من یشاء**'' اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا بادشاہت عطا کرے گا۔

ترمذی کی روایت میں بھی ''حدیث میزان'' کے تحت ''**خلافۃ النبوۃ...... ثم یؤتی اللّٰہ الملک من یشاء**'' جیسے الفاظ آئے ہیں۔

اب جس طرح ''حدیث میزان'' میں ''**مُلک**'' کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس کا اطلاق نہیں کیا گیا (حالانکہ ان کو تولا بھی نہیں گیا تھا) اسی طرح حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ میں بھی ''ملک'' کا لفظ آیا ہے لیکن یہاں بغیر کسی توقف و تأمل کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس کا اطلاق کر دیا گیا۔

''بارہ خلفاء'' والی متفق علیہ حدیث اس سلسلے میں سخت رکاوٹ تھی لیکن شارحین نے اپنے ''خصوصی اختیارات'' استعمال کرتے ہوئے اسے وہ معانی پہنائے کہ جن سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس فہرست سے خارج کر دیا گیا پھر عمر بن عبدالعزیز اور امام مہدی سمیت دیگر چند خلفاء کو شامل کر کے ''بارہ خلفاء'' کی تعداد بھی پوری کر دی گی۔

محدث جلیل مولانا ظفر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ:

> ''ان بارہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یقیناً داخل ہیں کہ وہ صحابی ہیں اور ان کی خلافت میں اسلام کو عروج بھی بہت تھا، فتوحات بھی بہت ہوئیں۔ حدیث میں ان بارہ کو ''**خلیفہ**'' کہا گیا ہے ''مَلِک'' نہیں کہا گیا۔''
>
> (براۃ عثمان رضی اللہ عنہ، صفحہ: ۵۷)

زیرِ بحث حدیث کے مطابق جب راوی حدیث سعید بن جمہان نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بنوامیہ یہ خیال کرتے ہیں کہ خلافت ان کے گھر میں ہے تو انہوں نے اس کے جواب میں شدید ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: **کذبوا بنو الزرقاء بل ھم ملوک من شرّ الملوک**'' (بنوزرقا جھوٹے ہیں بلکہ وہ تو بادشاہ ہیں بدترین بادشاہوں میں سے)

جب کہ سنن ابی داؤد کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

''**کذبت استاہ بنی الزرقاء یعنی بنی مروان**'' (بنی زرقا (یعنی بنی مروان) کے چوتڑوں نے جھوٹ بکا)

یہ بھی ملحوظ رہے کہ ترمذی کی روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار موجود نہیں ہے صرف یہ الفاظ ہیں ''**انّ بنی امیّۃ یزعمون انّ الخلافۃ فیھم**'' (بنی امیہ یہ سمجھتے ہیں کہ خلافت ان کو حاصل ہے)

جب کہ ابوداؤد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

''**انّ ھؤلاء یزعمون انّ علیاً لم یکن بخلیفۃ**'' (یہ لوگ یہ زعم رکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ تھے)

ترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بنوامیہ کے بادشاہوں کو برے بادشاہ کہا گیا ہے جن میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں (العیاذ باللہ) جب کہ ابوداؤد کی روایت کے الفاظ ''**بنو الزرقاء یعنی بنی مروان**'' سے بظاہر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان میں شامل نہیں ہوتے کیونکہ وہ ''بنوالزرقاء'' میں سے نہیں ہیں اس لیے کہ روای نے بنوالزرقاء سے بنی مروان مراد لیے ہیں۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ امام ابوداؤد، امام ترمذی (م ۲۷۹ھ) سے چار سال قبل ۲۷۵ھ میں فوت ہوئے ہیں۔

اب مسئلہ حل طلب یہ ہے کہ زیرِ بحث حدیث کی رو سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ''شرّ الملوک'' کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟

ایک بزرگ نے یہ فرمایا ہے کہ ''حدیث کے الفاظ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو برے بادشاہوں میں شمار کیا ہے کج فہمی پر مبنی ہے۔ روایت کے الفاظ میں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام ہی نہیں ہے اور اگر بنی امیّہ کے سارے خلفاء اس سے مراد ہیں تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ بھی بنی امیّہ میں ہیں تو کیا اس روایت کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی برحق خلیفہ نہیں؟ العیاذ باللہ۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسبی تعلق اگرچہ بنی امیّہ کے ساتھ ہے لیکن ان کی خلافت از روئے آیت تمکین، آیت استخلاف اور حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ خلافتِ راشدہ اور موعودہ ہی کا حصہ ہے نیز ان کی خلافت تیس سال کی مدت ختم ہونے سے پہلے گزر چکی ہے اس لیے زیرِ بحث حدیث کے نتیجے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شامل کرنا خود کج فہمی، خلط مبحث اور غیر صحیح ہے۔

سعید بن جمہان کا حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہنا کہ بنوامیّہ یہ گمان کرتے ہیں کہ خلافت ان کے خاندان میں ہے (جسے خود خلیفۂ راشد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس خاندان کے ایک فرد امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تھا) تو یہ کوئی غلط بات تو نہ تھی کیونکہ ان کی باہمی گفتگو کے وقت بھی اسی خاندان میں تھی جس کے جواب میں

اس مجہول قول کے مجہول قائلین کو کچھ کہنے کی بجائے سارا غصہ بنوامیّہ کے خلفاء پر نکالتے ہوئے انہیں بدترین بادشاہ قرار دے دیا جاتا ہے بلکہ انہیں ایک ایسی خاتون کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو نہ صرف یہ کہ اس وقت دنیا میں موجود نہیں تھی بلکہ سبائیوں اور مجوسیوں نے انہیں مطعون اور بدنام بھی کر رکھا تھا۔

اوّل تو ایک صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ ''**کذبت استاہ بنی الزرقاء**'' جیسے الفاظ اور ''**ملوک من شرّ الملوک**'' جیسی خلافِ حقیقت بات زبان سے نکالیں۔

ثانیاً: استفسار میں ''بنی امیّہ'' کے الفاظ واضح طور پر موجود ہیں کیا اس کے جواب میں ''کذبوا'' کا صیغہ کافی نہ تھا؟ پھر انہوں نے بنوامیّہ کو ''زرقاء'' خاتون کی طرف کیوں منسوب کیا؟

جب کہ یہ انتساب نصّ قرآنی ''**ادعوھم لأبآئھم ھو اقسط عنداللّٰہ**'' کے بھی صریحاً خلاف تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا بنوامیّہ کوئی اتنے غیر معروف تھے کہ ان کی شناخت کے لیے زرقاء خاتون کا سہارا لیا جانا ضروری تھا؟

ثالثاً: ظاہر ہے کہ سعید بن جمہان اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے درمیان یہ مکالمہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۷۴ھ سے پہلے ہی ہوا ہوگا اور اس وقت بنوامیّہ میں کل کتنے بادشاہ گزر چکے تھے اور ان میں سے کتنے بدترین بادشاہ تھے؟

زیرِ بحث حدیث کی رو سے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے تیس سال مکمل ہونے کے بعد ۴۱ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سریر آرائے خلافت ہوئے اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ (م ۷۴ھ) کی زندگی میں عبدالملک کی خلافت پر امّت کا اتفاق ہو گیا تھا اور وہ ملّت اسلامیہ کے متفق علیہ خلیفہ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تا عبدالملک حسب ذیل خلفاء یا بقول راوی ''برے بادشاہ'' گزرے ہیں:

۱۔ حضرت معاویہ رضی اللہ ۴۱ تا ۶۰ھ

۲۔ امیر یزید بن معاویہ رجب ۶۰ھ تا ۶۴ھ

۳۔ معاویہ رحمہ اللہ ثانی۔ ۶۴ھ۔ انہوں نے شروع ہی سے خلافت کی ذمہ داری قبول نہیں کی تھی اور نہ ہی انہوں نے بحیثیت خلیفہ کوئی کام سرانجام دیا تھا۔ یہاں تک کہ ایک وقت کی نماز تک نہیں پڑھائی۔ ان کی عمر اس وقت ۲۱۔ برس تھی اور وہ اس وقت مریض بھی تھے۔

جب لوگوں نے ان کو خلیفہ بنانے کی کوشش کی تو انہوں نے انکار کر دیا اور ایک ماہ اور کچھ دن تک بیمار رہ کر ۶۴ھ میں ہی وفات پا گئے۔ تو جس شخص نے نہ خلافت کی ذمہ داری قبول کی ہو اور نہ اپنے آپ کو خلیفہ سمجھا ہو تو اسے خلیفہ قرار دینا کس قدر غلط ہے؟ اگر بالفرض انہیں ایک ماہ کے لیے خلیفہ تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر بھی ان کا شمار ''برے بادشاہوں'' میں نہیں ہوتا کیونکہ ان کی صالحیت کے اہل سنت کے علاوہ خود اہل تشیّع بھی معترف ہیں۔

۴۔ حضرت مروان رضی اللہ عنہ ۶۴ھ تا ۶۵ھ (۹ ماہ)

۵۔ عبدالملک بن مروان کی خلافت کے دوارن میں ہی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا ۷۴ھ میں انتقال ہو گیا تھا۔

اس فہرست کی روشنی میں ''بدترین بادشاہوں'' کی تلاش ضروری ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، یزید، معاویہ

ثانی اور حضرت مروان رضی اللہ عنہ زیرِ بحث حدیث کی رو سے ہرگز ''برے بادشاہوں'' میں شمار نہیں ہوسکتے کیونکہ روایت میں ''بنی الزرقاء'' کے لفظ سے ''بنی مروان'' کے مراد ہونے کی تصریح پائی جاتی ہے۔

ظاہر ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، یزید، معاویہ ثانی، بنی مراون میں سے نہیں ہیں۔ نیز ''بنی مروان'' کی تصریح سے خود حضرت مروان رضی اللہ بھی اس فہرست سے خارج ہو جاتے ہیں کیونکہ ''بنی'' کے لفظ سے ان کی اولاد مراد ہے۔ ''بنی'' مخفف ہے ''بنین'' کا اور ''بنین'' جمع ہے ''ابن'' کی۔ گو''ابن'' کے معنی بیٹے کے ہیں لیکن یہاں ''زرقاء'' خاتون کی تمام اولاد مراد ہے جیسے ''بنی آدم'' سے مراد تمام اولادِ آدم اور ''بنی اسرائیل'' سے تمام اولادِ یعقوب مراد ہے۔

لہٰذا زیرِ بحث حدیث میں ''بنی الزرقاء یعنی بنی مروان'' کی تصریح سے حضرت مروان رضی اللہ عنہ خارج ہو گئے۔ نیز حضرت مروان رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ''زرقاء'' نہیں بلکہ آمنہ بنت علقمہ بنت صفوان تھا۔

دامادِ عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت مروان رضی اللہ عنہ کا شمار برے بادشاہوں میں اس لیے بھی نہیں ہوسکتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت ان کی عمر ۸، ۹ برس تھی اور وہ صغار صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے تھے۔

حضرت مروان رضی اللہ عنہ اگر برے بادشاہوں میں شامل ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاندان ''بنو مروان'' کے ساتھ سلسلہ مناکحت (۱) کبھی قائم نہ کرتا۔

حضرت مروان رضی اللہ عنہ کی علمی قابلیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ وہ مدینہ منوّرہ کے گورنر ہونے کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی کے امام اور خطیب بھی تھے اور ان کی اقتداء میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سمیت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنی نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔ نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نائب کی حیثیت سے انتظامی امور بھی سرانجام دیتے رہے۔

علاوہ ازیں صحیح بخاری، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد اور مسند احمد بن حنبل میں حضرت مروان رضی اللہ عنہ کی متعدد مرویات موجود ہیں۔

حضرت مراون رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ صلاحیتوں کے اعتراف میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ شہادت اس پر مستزاد ہے:

''**القاری لکتاب اللّٰہ، الفقیہ فی دین اللّٰہ، الشدید فی حدود اللّٰہ مروان بن الحکم**'' (البدایہ والنہایۃ، جلد: ۸، صفحہ: ۲۵۷)

یعنی مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ کتاب اللہ کے قاری، دین کے فقیہ اور اللہ کی حدود قائم کرنے میں نہایت ہی سخت ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فقہاء میں ان کا شمار کیا ہے: **وَکَانَ یُعَدُّ فِی الْفُقَھَاءِ**. آپ کا شمار فقہا میں ہوتا تھا۔

(الاصابہ مع الاستیعاب، جلد: ۳، صفحہ: ۴۵۵)

(۱) (بنوامیّہ اور بنو ہاشم کے مابین مناکحت کی تفصیل جاننے کے لیے راقم الحروف کی کتب ''تذکرہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ'' اور ''جواز المناکحۃ بین السید وغیر السید'' المعروف ''تحقیق نکاح سیدہ'' کی طرف مراجعت فرمائیں۔)

حضرت مروان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعدان کے بیٹے عبدالملک خلیفہ مقرر ہوئے۔''بنی مروان'' میں سے یہ واحد خلیفہ ہیں جن کے دور کا تقریباً نصف حصہ زیرِ بحث حدیث کے راوی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے پایا ہے۔

عبدالملک بن مروان کا زمانہ جہاں حجاج بن یوسف کے اساطیری ظلم وتشدد کی وجہ سے بدنام ہے اس کے ساتھ ساتھ خود عبدالملک کا شمار بھی اپنے زمانہ کے اکابر علماء میں ہوتا تھا۔اس دور کے بڑے بڑے ائمہ ان کے علمی کمالات کے معترف تھے۔انھوں نے اپنی خلافت کے ابتدائی آٹھ سالوں میں تمام اندرونی و بیرونی شورشوں کو ختم کر کے عالم اسلام کو دوبارہ ایک مرکز اور ایک ہی دارالخلافہ کے ساتھ وابستہ کر دیا۔اس طرح ۷۳ھ میں پوری ملّتِ اسلامیہ نے ان کی خلافت پر اتفاق کر لیا۔

یہ بات صحیح ہے کہ آلِ ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے بعد بنو مروان رضی اللہ عنہ نے ہی ۱۳۲ھ تک خلافت کے فرائض سرانجام دیے (یہ ملحوظ رہے کہ اندلس میں خلافتِ عباسیہ کے متوازی اموی حکومت وخلافت بھی ہشام بن عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہ کے پوتے عبدالرحمٰن الداخل بن معاویہ بن ہشام نے قائم کی تھی جو ۱۳۸ھ تا ۴۲۸ھ یعنی ۲۹۰ سال تک قائم رہی) لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ نہ تو حضرت مروان رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام زرقاء تھا اور نہ ہی عبدالملک کی والدہ کا نام۔جناب مروان رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام آمنہ بنت علقمہ بنت صفوان اور عبدالملک کی والدہ کا نام عائشہ بنت مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھا بلکہ عبدالملک کے بعد ان کے دو بیٹے ولید اور سلیمان سریرآرائے خلافت ہوئے ان کی والدہ کا نام بھی زرقاء نہیں بلکہ ولادہ بنت عباس تھا۔

سلیمان بن عبدالملک کے بعد حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے پوتے عمر بن عبدالعزیز بن مروان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے جنہیں جمہور علماء بدترین بادشاہوں میں نہیں بلکہ خلفائے راشدین میں شمار کرتے ہیں۔اگر بنوالزرقاء سے بنی مروان مراد ہیں تو پھر عمر بن عبدالعزیز بن مروان رضی اللہ عنہ بھی بنوالزرقاء میں شامل ہیں۔معلوم نہیں کہ زرقاء نامی خاتون کون تھیں جن کی طرف حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے بنی مروان کو منسوب کر کے بدترین بادشاہ قرار دیا تھا۔اس کے بعد تو غلام حسین نجفی کی ''تحقیق'' ہی باقی رہ جاتی ہے جس کی رو سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہ کی دادی کا نام زرقاء تھا۔خود شارح ابی داؤد کے قول سے بھی اسی کی تائید ثابت ہوتی ہے کہ ''**والزرقاء امرأة من امهات بنی امیّة**'' اس کی زد میں کون کون آتا ہے اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

روایت میں ''ملوک من شرّ الملوک'' کے الفاظ آئے ہیں۔ان میں لفظ ''ملوک'' دو مرتبہ آیا ہے جو باعتبار لفظ جمع مکسّر ہے۔علمائے لغت نے معنی کے اعتبار سے جمع مکسّر کی دو قسمیں قرار دی ہیں: جمع قلت اور جمع کثرت۔

جمع قلّت کا اطلاق تین سے دس تک ہوتا ہے جب کہ کثرت دس سے زیادہ کے لیے آتی ہے۔اگر ''ملوک'' کو جمع قلّت ہی قرار دیا جائے تو تین سے لے کر دس تک ''بادشاہوں'' کا ہونا ضروری ہے لیکن تین سے کم پر تو اس لفظ کا اطلاق بالکل ہی نہیں ہو سکتا۔

زیرِ بحث حدیث میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے ''ملوک'' کا لفظ جو کہلوایا گیا ہے تو اس وقت بنی مروان میں سے صرف ایک اور اوّلین ''بادشاہ'' عبدالملک م ۸۶ھ موجود تھے۔اس لحاظ سے بھی ''ملوک من شرّ الملوک'' کا

جملہ صحیح نہیں ہے۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ عبدالملک پر ''مَلِکْ'' کا اطلاق نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ زیرِ بحث حدیث کی نسبت بدرجہا زیادہ قوی، صحیح اور صریح روایت کے مطابق حدیث ''بارہ خلفاء'' کا مصداق ہیں جن کے دور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق دینِ اسلام غالب رہا تو ایسی مضبوط حدیث کے مصداق خلیفہ کو آخر کس طرح برا بادشاہ کہا جاسکتا ہے؟

سخت حیرت ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے نہ صرف عبدالملک کو بلکہ ان کے پیش رو خلفاء کو بھی ''شرّ الملوک'' کہلوایا گیا ہے۔ معاندین اور اعدائے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو رہے ایک طرف خود حضرات ثلاثہ رضی اللہ عنہم بھی اسی زمرے میں شامل ہیں (العیاذ باللہ) لیکن زیرِ بحث حدیث کی صحت پر ''ایمان'' رکھنے والوں سے بصد ادب درخواست ہے کہ وہ روایت کے متن کی روشنی میں اس قدر وضاحت تو فرما دیں کہ ''شرّ الملوک'' کی فہرست میں کون کون سے ''مروانی'' بادشاہ شامل ہیں؟

مزید برآں یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں بنومروان میں سے واحد اور اکلوتے ''برے بادشاہ'' عبدالملک ہی برسرِ اقتدار آئے تھے اور خود حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بھی ان کی بیعت میں داخل تھے کیونکہ ۷۳ھ میں عالم اسلام کا ان کی ''بادشاہت'' پر اتفاق ہو گیا تھا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امّ المومنین امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں آزاد کیا تھا۔ ان کے اصل نام (رومان، عبس، مہران، عقبہ بن مارقہ، عمیر) کنیت (ابوالبختری، ابوعبدالرحمٰن) اور سکونت (بطن نخلہ، فارس) وغیرہ کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ (جاری ہے)